جناب ثروت صولت

ترکی میں طباعت واشاعتِ کتب کی تاریخ

(الف) قیامِ جمہوریہ سے پہلے

اہلِ پاکستان ترکی ادب سے بڑی حد تک ناآشنا ہیں اور یہ ناآشنائی اس وقت افسوسناک معلوم ہوتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ جدید علوم اور جدید ادبیات کا جتنا وسیع ذخیرہ ترکی زبان میں ہے اسلامی دنیا کی کسی دوسری زبان میں نہیں۔ علمی وادبی حیثیت سے مالامال ہونے کے علاوہ کتابوں کی طباعت اور اشاعت کے معاملہ میں بھی عربی کے علاوہ اسلامی دنیا کی کوئی اور زبان ترکی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ بلکہ اس معاملے میں ترکی اسلامی دنیا میں پیشرو کی حیثیت رکھتا ہے۔

سلطنت عثمانیہ میں فنِ طباعت کا آغاز تقریباً اسی زمانے میں ہو گیا تھا جب کہ یورپ میں اس کا آغاز ہوا تھا۔ اس کا سہرا ان یہودی آبادکاروں کے سر ہے جو اٹلی اور اسپین سے نقل مکانی کر کے عثمانی مملکت میں آباد ہو گئے تھے اور جنھوں نے ۱۴۹۴ء سے ترکی میں عبرانی زبان میں کتابیں چھاپنا شروع کر دی تھیں۔ اس کے بعد عثمانی سلطنت میں آباد دوسری غیر مسلم اقلیتوں نے چھاپے خانے قائم کیے۔ ۱۵۶۷ میں ارمنوں نے اور ۱۶۲۷ میں یونانیوں نے مطابع قائم کیے جن میں ارمنی اور یونانی زبان میں کتابیں چھاپی جاتی تھیں۔

مطابع کا قیام

ترک مسلمانوں کا جہاں تک تعلق ہے وہ اس وقت تک فنِ طباعت سے ناواقف تھے یا کم از کم انھوں نے فنِ طباعت کو ابھی تک اپنایا نہیں تھا۔ ترکوں میں فنِ طباعت کا آغاز سلطان احمد ثالث (۱۷۰۳ تا ۱۷۳۰) اور اس کے بیدار مغز وزیر اعظم داماد ابراہیم پاشا نوشہرلی (۱۷۱۸ تا ۱۷۳۰) کی کوششوں سے اٹھارھویں صدی کے اوائل میں اس وقت ہوا جب ایک ترک

عہدیدار ابراہیم متفرقہ نے ۴ر دسمبر ۱۷۲۷ء کو حکومت کی مدد سے استنبول میں پہلا چھاپہ خانہ قائم کیا جو اپنے بانی کے نام پر "متفرقہ پریس" کہلاتا ہے۔ یہ اسلامی دنیا کا پہلا چھاپہ خانہ ہے جو خود مسلمانوں نے قائم کیا۔ یہ چھاپہ خانہ اکتوبر ۱۷۴۲ء میں بند کر دیا گیا۔ لیکن چھ سال بعد پھر شروع ہوا اور ۱۷۹۷ء میں قطعی طور پر بند ہو گیا۔ اس مدت میں متفرقہ پریس سے چوبیس (۲۴) کتابیں شائع ہوئیں جو زیادہ تر تاریخ، جغرافیہ اور لسانیات کے موضوع پر تھیں۔ ان میں ایک اہم کتاب "اصول الحکم فی نظام الامم" تھی جو ابراہیم متفرقہ کی تصنیف تھی۔ یہ کتاب ۱۷۳۲ء میں شائع ہوئی تھی اور اس میں پہلی مرتبہ مغرب کی فوجی برتری کے اسباب کا تجزیہ کیا گیا تھا۔ مشہور ترک محقق حاجی خلیفہ کی جغرافیہ کی کتاب "جہان نما" کے بعض اجزا بھی اس چھاپے خانہ میں طبع ہوئے تھے۔

متفرقہ پریس کے بند ہونے سے پہلے ۱۷۹۵ء میں استانبول میں مہندس خانہ یعنی انجنیئرنگ اسکول کا چھاپہ خانہ قائم ہو چکا تھا۔ ۱۸۰۲ء میں استنبول کے بالمقابل ایشیائی ساحل پر اسکودار پریس قائم ہوا۔ اسی دوران کئی نجی پریس بھی قائم ہو گئے اور ترکی میں طباعت کے فن کا باقاعدہ آغاز ہو گیا۔

اخبارات

نومبر ۱۸۳۱ء میں پہلا سرکاری اخبار "تقویم وقائع" اور اگست ۱۸۴۰ء میں پہلا ترکی نجی اخبار "جریدۂ حوادث" شائع ہونا شروع ہوا۔ یہ دونوں اخبار ترکی صحافت کی تاریخ میں پیشرو کی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ اس کے بعد جلد ہی اخباروں اور رسالوں کی اشاعت عام ہو گئی۔

علمی ادارے

تقریباً اسی زمانے میں ترکی میں مختلف قسم کے علمی ادارے قائم ہوئے۔ ۱۸۲۲ء میں حکومت کی سرپرستی میں شعبۂ ترجمہ قائم ہوا۔ ۱۸۵۰ء میں انجمنِ دانش قائم ہوئی۔ ۱۸۶۱ء میں جمعیت علمیہ عثمانیہ قائم ہوئی اور ۱۸۶۵ء میں وزارتِ تعلیم کے تحت ایک ترجمہ کمیٹی قائم کی گئی۔ اسی زمانہ میں ترکی کے باہر مصر میں ۱۸۲۲ء میں محمد علی پاشا نے قاہرہ کے پاس مشہور "بولاق پریس" قائم کیا۔ اگرچہ بولاق پریس سے شائع ہونے والی کتابوں میں ایک خاصی تعداد عربی کتابوں کی تھی لیکن اکثریت

ترکی زبان کی کتابوں کی تھی۔ ۱۸۲۲ سے ۱۸۴۲ تک بولاق پریس سے ۲۴۳ کتابیں شائع ہوئیں جن کا بڑا حصہ ترجموں پر مشتمل تھا۔ ترکی زبان میں جو کتابیں شائع ہوئیں وہ زیادہ تر تاریخ، فنونِ حرب اور ریاضی سے متعلق تھیں۔ کئی کتابیں عربی سے بھی ترکی میں ترجمہ کی گئیں۔

شعبۂ ترجمہ جس کو ترکی میں ترجمہ اوداسی یا ترجمہ قلمی کہا جاتا تھا، ۱۸۲۲ء میں بابِ عالی میں قائم کیا گیا تھا۔ اس شعبہ کو اس لحاظ سے بڑی اہمیت حاصل ہے کہ وہ نوجوان ترک جو ترکی ادب میں جدید انقلاب لائے ان کی ایک خاصی تعداد نے اپنی عملی زندگی کا آغاز شعبۂ ترجمہ میں ملازمت سے کیا۔ اس ضمن میں شناسی، نامق کمال اور منیف پاشا کے نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

انجمن دانش وزیر اعظم رشید پاشا نے ۱۸۵۰ء میں اس مقصد سے قائم کی تھی کہ یونیورسٹی کے لیے کتابیں تیار کی جائیں۔ جمیعت علمیہ عثمانی جو ۱۸۶۱ء میں قائم ہوئی تھی اس کے بانی مشہور مترجم اور مصنف منیف پاشا تھے۔ اس جمیعت کے تحت کئی کتابیں ترکی میں ترجمہ کی گئیں۔ جودت پاشا کی مشہور "تاریخ دولتِ عثمانیہ" بھی اسی جمعیت کی ہدایت پر مرتب کی گئی تھی اگرچہ کتاب شائع بعد میں ہوئی۔ ۱۸۶۵ء میں وزارتِ تعلیم کے تحت ایک ترجمہ کمیٹی قائم کی گئی جس کے صدر منیف پاشا تھے۔ اس کمیٹی کی طرف سے سائنس اور تجارت کے موضوع پر کئی کتابوں کے ترجمے کرائے گئے۔

مختصر یہ کہ انیسویں صدی کے نصف اول میں سرکاری سرپرستی میں ترجمہ، تالیف اور طباعت کتب و رسائل کا جو کام شروع ہوا اس نے نئی جدوجہد کے لیے راہ ہموار کر دی اور انیسویں صدی کے نصف آخر میں فرانسیسی، عربی اور فارسی سے بکثرت کتابوں کا ترکی زبان میں ترجمہ کیا گیا۔ مغربی زبانوں سے جو کتابیں ترجمہ ہوئیں وہ زیادہ تر فوجی امور پر تھیں لیکن اسلامی ادب اور فلسفہ کی کتابوں کے عربی سے اس کثرت سے ترجمے ہوئے جس کی مثال نہیں ملتی۔

انیسویں صدی کے آخر نصف میں خاص ترکی زبان میں جو تخلیقی ادب شائع ہوا وہ بھی کچھ کم نہیں تھا۔ جدید ترکی ادب کے پیشرو، شناسی، نامق کمال، عبدالحق حامد، احمد مدحت اسی زمانے سے تعلق رکھتے ہیں۔

سلطان عبدالحمید کا دور

سلطان عبدالحمید خان ثانی (۱۸۷۶ تا ۱۹۰۹) کا زمانہ سیاسی استبداد کا دور تھا۔ تصنیف و تالیف پر سخت قسم کا احتساب تھا۔ لیکن اس کے باوجود اس زمانے میں اس کثرت سے کتابیں شائع ہوئیں۔ کہ ان کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ سلطان عبدالحمید کی تخت نشینی کے موقع پر استانبول میں صرف چند چھاپے خانے تھے لیکن ۱۸۸۳ میں سنسرشپ کے باوجود چھاپے خانوں کی تعداد ۵۴ ہوگئی۔ اور ۱۹۰۸ میں یہ تعداد ۹۹ تک پہنچ گئی۔ اخباروں کی طرح کتابوں پر بھی احتساب تھا لیکن اس کے باوجود سلطان عبدالحمید کے ابتدائی پندرہ سالوں میں ترکی زبان میں چار ہزار کتابیں شائع ہوئیں جو حسب ذیل موضوعات پر تھیں:

مذہب	دو سو
درسی کتب اور لغت	پانچ سو
علوم اور سائنس	ایک ہزار
ادب، افسانہ اور شاعری	ایک ہزار
قانون	ایک ہزار دو سو

ترکی دانشوروں نے سیاسی تحریروں پر پابندی لگنے کی وجہ سے خالص ادب کا رخ کیا یا علمی تحقیقات کا۔ چنانچہ ان میدانوں میں زبردست ترقی ہوئی۔

ابوالضیاء توفیق (۱۸۴۸ تا ۱۹۱۳ء)

اس زمانے کے جری اور ممتاز ناشران کتب میں ابوالضیاء توفیق اور ابراہیم حلمی کے نام سب سے نمایاں ہیں۔ ابوالضیاء توفیق ایک پُرجوش محب وطن صحافی اور واقف فن ناشر کتب تھے۔ تمام بڑے بڑے ترک مصنفین سے ان کے دوستانہ تعلقات تھے اور انھوں نے ان کی تصانیف کو جس اہتمام اور خوش ذوقی کے ساتھ شائع کیا اس کا جواب ترکی میں قیام جمہوریہ تک نظر نہیں آتا۔ انھوں نے مطبع ابوالضیائی کے نام سے ۱۸۸۱ میں ایک چھاپہ خانہ قائم کیا تھا جس کی مطبوعات اپنی طباعت کے لحاظ سے یورپ کی ہم پلہ تھیں۔ کتابوں کی اشاعت سے ابوالضیا توفیق کا مقصد قوم کی تعلیم و تربیت تھی اور اس مقصد کو پیش نظر رکھ کر انھوں نے ترکی ادب کو ترقی دینے میں

نمایاں حصہ لیا۔ کتب خانہ ابو الضیا کی پہلی تین کتابیں یہ تھیں: وزیر اعظم رشید پاشا کی سیاسی تحریروں کا مجموعہ، نامق کمال کی لکھی ہوئی سلطان صلاح الدین کی سوانح عمری اور ڈرامہ "اجل وقضا" جو نامق کمال اور ابو الضیا نے مشترکہ طور پر شائع کیا تھا اور ترکی کا پہلا ڈرامہ تھا۔ ابو الضیا توفیق نے ایک سو سے زیادہ کتابوں کو مرتب کر کے شائع کیا۔

موجودہ صدی کے آغاز سے قیام جمہوریت کا دور ادبیاتِ جدیدہ کا دور کہلاتا تھا۔ اس دور کے مقبول ترین مصنف حسین رحمی گورپنار (۱۸۶۴ تا ۱۹۴۴ء) تھے۔ وہ ترکی کے پہلے مصنف ہیں جنھوں نے صرف اپنی تصانیف کی آمدنی سے بحیرہ مرمرہ کی مشہور تفریح گاہ جزیرہ ہیبلی اوا میں ذاتی کوٹھی تعمیر کی تھی۔

جمہوریت کے قیام کے بعد ۱۹۲۸ء میں ترکی ادبیات میں ایک انقلابی تبدیلی آئی۔ ترکی زبان کا رسم الخط عربی کی بجائے لاطینی کر دیا گیا۔ اندازہ ہے کہ اس وقت تک ترکی زبان میں تقریباً تیس ہزار کتابیں عربی رسم الخط میں شائع ہو چکی تھیں۔ ان کی بڑی تعداد موجودہ صدی کے ابتدائی ۲۸ سالوں میں شائع ہوئی تھی۔

(ب) قیامِ جمہوریہ کے بعد

اتاترک کا دور (۱۹۲۳ تا ۱۹۳۸ء)

ترکی کے ایک ناشر کتب نے ترکی زبان کی مطبوعات کے ارتقا و ترقی کا جائزہ لیتے ہوئے جمہوریہ کے بعد کے دور کو چھ حصوں میں تقسیم کیا ہے جن میں سے ہر دور اپنی منفرد خصوصیات رکھتا ہے۔ ان میں پہلا دور اتاترک کا ہے جس کا آغاز ۱۹۲۳ میں ترکی میں قیامِ جمہوریہ کے اعلان سے ہوا۔ یہ بڑی انقلابی تبدیلیوں کا دور ہے۔ اس میں ماضی سے قطع تعلق کر لیا گیا اور ایک نئے معاشرہ کو وجود میں لانے کی کوشش کی گئی جو مغربی اقدار پر مبنی تھا۔ نئی حکومت عثمانی دور سے تعلق رکھنے والی ہر چیز کو نیست و نابود کر دینا چاہتی تھی۔ مطبوعات کی دنیا میں یہ کام ترکی زبان کا رسم الخط بدل کر کیا گیا۔

اس دور کے ابتدائی پانچ سالوں میں ترکی اخبار، رسائل اور کتابیں بدستور عربی رسم الخط میں شائع ہوتے رہے۔ اس زمانے میں انقرہ سے جو کتابیں شائع ہوئیں وہ زیادہ تر سرکاری اداروں

نے شائع کیں۔ یہ کتابیں یا تو نئی حکومت کے اغراض و مقاصد کی وضاحت سے متعلق تھیں یا قانونی موضوعات پر یا عوام کو جدید علوم اور فنی ترقیوں سے متعارف کرانے سے متعلق تھیں۔ اناطولیہ کی تاریخ، جغرافیہ اور لوک داستانوں سے متعلق بھی کتابیں شائع کی گئیں۔ اس دور کی سب سے اہم کتاب عظیم خطاب یا "نبیوک نطق" تھی جو ۱۹۲۷ء میں شائع کی گئی۔ یہ اتاترک کی قومی اسمبلی کی وہ تقریر تھی جو کئی دن جاری رہی اور جس میں خلافت کے خاتمے اور نئی حکومت کی پالیسیوں سے بحث کی گئی ہے۔

۱۹۲۷ء کے بعد لاطینی رسم الخط اختیار کرنے اور عربی رسم الخط کو ممنوع قرار دینے سے نشر و اشاعت کی دنیا میں ایک بحران پیدا ہو گیا اور ناشران کتب کو کئی سال سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ چھاپے خانے کئی ماہ بند رہے اور کوئی کام نہ کر سکے۔ پانچ سو سالہ عثمانی ادب سے ترکوں کا تعلق یک لخت ختم ہو گیا۔ مقبولِ عام کتابیں چشم زدن میں نایاب ہو گئیں۔ بہر حال یہ دور جلد ہی ختم ہو گیا۔ انقرہ میں شائع ہونے والی کتابیں سرکاری یا نیم سرکاری اداروں کی طرف سے شائع کی جاتی تھیں۔ طباعت اور اشاعتِ کتب کا اصل مرکز استانبول تھا جہاں قدیم اور تجربہ کار ناشر موجود تھے۔ ان ناشروں نے نئے حالات سے جلد از جلد مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کی اور حکومت کے تعاون سے درسی کتابوں کے ساتھ ساتھ ادبی کتابیں بھی شائع کرنا شروع کیں۔ قدیم ناشروں قناعت ابراہیم حلمی کے ساتھ ساتھ احمد خالد، رمزی، وقت، انقلاب اور سمیع لطفو کے نام سے نشر و اشاعت کے نئے ادارے قائم ہو گئے۔ ان ناشروں نے ایک طرف جنگِ آزادی کے پیشرو ادیب خالدہ ادیب، یعقوب قادری، فالح رفقی اتائے کی کتابیں شائع کیں تو دوسری طرف حسین رحمی گورپنار، رشاد نوری گونتکین اور محمود لیساری جیسے مقبول مصنفوں کی کتابیں بھی شائع کرنے لگے۔

۱۹۳۲ء میں انقرہ میں ترکی زبان کی لسانی انجمن قائم ہوئی۔ اس کے بعد "انجمن تاریخ" قائم ہوئی اور ان کی بدولت زبان اور تاریخ سے تعلق رکھنے والی کتابوں کی اشاعت میں تیزی پیدا ہو گئی۔ لسانی انجمن نے ابتدائی قدم کے طور پر ممتاز لغت داں حسین کاظم قادری کی "بیوک ترک لغاتی" یعنی عظیم ترکی لغت کی آخری دو جلدیں جو چھپنے سے رہ گئی تھیں نئے رسم الخط میں

شائع کیں - مدرسوں میں پڑھانے کے لیے چار جلدوں پر مشتمل تاریخِ عالم بھی شائع کی گئی جس میں ترکوں کی تاریخ پر کسی قدر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی - کتابوں کے علاوہ لسانی انجمن اور انجمن تاریخ نے تورک دیلی اور تورک تاریخ کوز ومو بلیٹن" کے نام سے رسائل میں شائع کرنا شروع کیا۔

۱۹۳۴ میں ایک نیا قانون نافذ کیا گیا جس کے تحت ایک ادارہ[1] قائم کیا گیا جس کا مقصد قلمی اور مطبوعہ کتابوں اور تصاویر کو جمع کرنا تھا۔ اس ادارے نے ترکی ببلیو گرافی نام کی ایک سلسلہ وار کتاب شائع کرنا شروع کی - بعد میں وزارتِ قومی تعلیم میں ایک آزاد دفتر مطبوعات قائم کیا گیا اور سرکاری دارالاشاعت (DEVLET BASIMEVI) اور کتابیں جمع کرنے والا مذکورۂ بالا ادارہ اس دفتر میں ضم کر دیے گئے۔

جمہوریہ کے دسویں سال میں 'ثقافتی میڈل' فروخت کرنے کا سلسلہ شروع ہوا اور اس کی فروخت سے اتاترک کی "بیوک نطق" یعنی عظیم تقریر نئے لاطینی حروف میں خوبصورت انداز میں شائع کی گئی - اس کے ساتھ ہی ساڑھے چار سو علمی اور سائنسی کتابوں کا ترکی میں ترجمہ کرانے کا کام شروع ہوا۔ ترجمہ کا کام ہر موضوع سے متعلق پروفیسروں کے سپرد کیا گیا۔ "تورک اوجاغی" نامی کلب کا نام خلق ایوی (عوام گھر) کر دیا گیا اور اس نے اناطولیہ کے ہر حصے سے کتابیں شائع کرنا شروع کر دیں اور ان میں سے اکثر مرکزوں نے اپنے اپنے علاقوں سے متعلق قیمتی معلومات پر مشتمل کتابیں شائع کیں۔

ترکی میں رسم الخط کی تبدیلی کے بعد سے اتاترک کے انتقال تک دس سال کی مدت میں سولہ ہزار چھیالیس کتابیں شائع کی گئیں۔ رسم الخط کی تبدیلی سے پیدا ہونے والی مشکلات کو اگر سامنے رکھا جائے تو دس سال کی مختصر مدت میں اتنی بڑی تعداد میں کتابوں کا شائع ہونا ایک حیرت انگیز کارنامہ ہے اور ترکی کے نئے رہنماؤں کے خلوص اور لگن کا ایک واضح ثبوت۔ یہ دوسری بات ہے کہ رسم الخط کی تبدیلی کے بعد ترک اپنی ادبی میراث سے بڑی حد تک

---

[1] BASMA, YAZI VE RESIMLERIDERLEME MÜDÜRLÜGÜ

محروم کر دیے گئے اور نئی مطبوعات کے ذریعہ ترکی قومیت اور مغربی افکار کو تو عام کیا گیا لیکن اسلامی افکار کو ان میں جگہ نہ مل سکی۔

عصمت انونو کا دور (۱۹۳۹ تا ۱۹۴۵ء)

یہ دور اتاترک کے انتقال کے بعد کے چھ سالوں پر مشتمل ہے۔ اس زمانے میں عصمت انونو صدر ترکی تھے۔ دوسری عالمی جنگ کے اثرات اور حکومت کے بعض غیر ضروری دباؤ کے باوجود کتابوں کی طباعت اور کاروبار نے اس دور میں مسلسل ترقی کی۔ مطبوعات کی ترقی میں وزیر تعلیم اور ممتاز مصنف اور ادیب حسن علی یوجل (۱۸۹۷ تا ۱۹۶۱) نے نمایاں حصہ لیا۔ وہ ۱۹۳۸ سے ۱۹۴۶ تک پورے آٹھ سال وزیر تعلیم رہے۔ انھوں نے ۱۹۳۹ میں ناشروں، مصنفوں اور وزارت تعلیم کے حکام کی کانفرنس طلب کی، جس نے کتابوں کی نشر و اشاعت اور دنیا بھر کی زبانوں کی کلاسیکی کتابوں کا ترجمہ کرنے سے متعلق اہم فیصلے کیے۔ یہ اپنی نوعیت کی ترکی میں پہلی کانفرنس تھی۔ یہ اس کے فیصلوں کا نتیجہ ہے کہ آج ترکی زبان میں عہد قدیم سے لے کر دور جدید تک تمام اہم مغربی زبانوں کے ادب عالیہ کا مکمل ترجمہ ہو چکا ہے۔ اس دور میں ترجمہ اور تاریخی وثیقہ لری (تاریخی دستاویزات) کے نام سے اہم رسالے جاری ہوئے اور اسلام انسی کلوپیڈیسی اور ترک انسی کلوپیڈیسی جیسی اہم انسائیکلوپیڈیا شائع کرنے کا کام شروع ہوا۔ ان میں سے انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کی اب تک تیرہ جلدیں (لفظ TARIKA تک) اور ترک انسائیکلوپیڈیا کی بیس جلدیں (لفظ KARAYAZI تک) شائع ہو چکی ہیں۔

حکومت نے اہل قلم لوگوں کی حوصلہ افزائی کرنے اور ان کی کامیاب تحریروں پر انعام دینے کا طریقہ شروع کیا۔ یہ انعام "ارمغان" کہلاتے ہیں اور ان کا آغاز ۱۹۴۶ سے ہوا۔ اس کے بعد اور بھی اداروں نے انعامات کا اعلان کیا۔ مثلاً خلق پارٹی کا ارمغان اور لسانی انجمن کا ارمغان وغیرہ۔

اس زمانے میں جرمنی سے فرار ہونے والے جرمن یہودی پروفیسروں کو مختلف خدمات سپرد کی گئیں اور انھوں نے اس دوران بڑی قیمتی کتابیں یونیورسٹیوں سے شائع کیں۔ خلق ایوی

نے بھی اس مدت میں اتاترک کے دور کے مقابلہ میں زیادہ تعداد میں کتابیں شائع کیں۔

مختلف پارٹیوں کا دور (۱۹۴۶ تا ۱۹۵۰ء)

۱۹۴۶ میں ترکی میں جمہوریت بحال ہوئی اور مختلف سیاسی پارٹیاں قائم کرنے کی اجازت ملی۔ ۱۹۲۴ سے ۱۹۴۰ تک ترکی میں دینی کتب کی اشاعت بند رہی۔ ۱۹۴۰ میں اسلام سے متعلق ایک کتابچہ شائع ہوا اور اسلامی انسائیکلو پیڈیا کی طباعت شروع ہوئی۔ لیکن ۱۹۴۶ کے بعد سے اسلام پر تیزی سے کتابیں شائع ہونے لگیں۔ اسلامی رسالے بھی شائع ہونا شروع ہوگئے۔ مشہور ترک صحافی اور مصنف اشرف ادیب مرحوم نے اپنے پرانے رسالے سبیل الرشاد اور صراط مستقیم ۱۹۴۶ سے دوبارہ نکالنا شروع کر دیے۔ ایک دوسرے عالم عمر رضا دوغرل مرحوم نے ہفت روزہ "سلامت" جاری کیا۔ انھوں نے قرآن مجید کا اور مولانا شبلی کی الفاروق کا ترکی میں ترجمہ بھی کیا۔

اس دور میں اتاترک کی اصلاحات کے خلاف شدید ردِ عمل ہوا۔ مغربی افکار پر تنقید عام ہوگئی اور سرکاری اور نیم سرکاری اداروں اور "خلق ایولر" کی مطبوعات کی قدر و قیمت اور مانگ کم ہوگئی۔ لیکن بحیثیت مجموعی کتابوں کی تعداد میں ہر سال اضافہ جاری رہا۔

ڈیموکریٹک پارٹی کا دور (۱۹۵۰ تا ۱۹۶۰ء)

اس دور میں سرکاری مطبوعات کو زوال ہوا۔ ناشروں نے تاریخی موضوعات کی طرف توجہ دی سستی جیبی کتابیں کثرت سے شائع کی گئیں۔ وارلک اور ییدی تیپہ (YEDI TEPE) جیسے اشاعت گھروں اور رمزی کتاب ایوی جیسے قدیم ناشروں نے سنجیدہ موضوعات پر کتابیں شائع کیں۔ اور خان کمال[۲]، صمیم کوجہ گوز[۳]، کمال طاہر[۴] اور شوکت ثریا آسے دمیر[۵] جیسے

---

[۲] اُور خان کمال (۱۹۱۴ تا ۱۹۷۰) جمہوری دَور کے ممتاز ترین ناول نگاروں میں سے تھے۔ افسانے ناول اور ڈرامے کی ۴۲ کتابوں کے مصنف تھے۔

[۳] صمیم کوجہ گوز۔ ۱۹۱۶ میں پیدا ہوئے۔ صفِ اول کے ناول نگار ہیں۔

[۴] کمال طاہر ۱۹۱۰ میں پیدا ہوئے۔ عہدِ حاضر کے ممتاز افسانہ نگار اور ناول نگار ہیں۔

مصنفوں نے محمود مقال[۶] طالب اپائیدن[۷] اور فقیر بائیکرت[۸] جیسے مصنفوں کے ساتھ مل کر کتابیں شائع کیں۔ طنز و مزاح کی کتابیں اس دور میں بہت کامیاب ہوئیں۔ چنانچہ عزیز نیسن[۹] نے اسی دور میں شہرت حاصل کی۔ انھوں نے خود بھی ایک اشاعت گھر قائم کیا جس سے ان کی اپنی کتابیں شائع ہوتی ہیں۔

۲۷ مئی کے فوجی انقلاب کے بعد سے نئے آئین تک (۱۹۶۰ تا ۱۹۷۰ء)

۲۷ مئی ۱۹۶۰ کے فوجی انقلاب نے ڈیموکریٹک پارٹی کے اقتدار کو ختم کر دیا۔ نئے آئین کے تحت ہر قسم کے خیالات کے اظہار کی آزادی دی گئی۔ چنانچہ ۱۹۶۱ کے بعد سے دنیا کے ہر نئے خیال اور نئے نظریے کے بارے میں کتابیں شائع کی گئیں۔ کثرت سے ترجمے ہوئے۔ ادب کے علاوہ فکری اور علمی میدان میں بھی کتابیں لکھی گئیں۔ نوجوان نقادوں نے مثبت انداز میں تنقیدی کتابیں لکھیں۔ فلسفہ اور عمرانی موضوعات پر کثرت سے لکھا گیا۔ طباعت اور سرورق کی خوبصورتی کا معیار ترکی مطبوعات کی تاریخ میں اپنے عروج پر پہنچ گیا۔ اور اس لحاظ سے ترکی مطبوعات یورپ کی مطبوعات کے مقابلہ پر آگئیں۔

اس دور میں سرکاری کتاب گھر بالکل پس منظر میں چلے گئے۔ عدالت پارٹی کے دورِ حکومت میں ایک ہزار بنیادی کتابوں کے عنوان سے ایک نیا سلسلہ شروع کیا گیا جس کا مقصد عربی رسم الخط کے زمانہ کی اہم کتابوں کو نئے رسم الخط میں شائع کرنا تھا۔

---

۵ شوکت ثریا آےدمیر (AYDEMIR) ۱۸۹۷ میں پیدا ہوئے۔ موجودہ دَور کے ممتاز ترین سوانح نگار ہیں۔ انور پاشا، اتاترک، انونو اور مندریس کے حالات پر ضخیم کتابیں لکھیں۔

۶ محمود مقال صفِ اول کے اشتراکی ادیب ہیں۔ دیہی زندگی کو موضوع بنایا۔ ۱۹۲۳ میں پیدا ہوئے۔

۷ طالب اپائیدن (APAYDIN) ممتاز شاعر اور افسانہ نگار ہیں۔ پیدائش ۱۹۲۶

۸ فقیر بائیکرت (پیدائش ۱۹۲۹) موجودہ دَور کے ناول نگار اور افسانہ نگار

۹ عزیز نیسن (NESIN) ترکی کے ممتاز ترین مزاح نگار ہیں۔ ان کے ناول اور افسانے یورپ کی تمام زبانوں میں ترجمہ ہو گئے ہیں۔ ۱۹۱۵ میں پیدا ہوئے۔

اس دور میں ایک اہم تبدیلی یہ ہوئی کہ ودات گونیول،[۱۰] شکران کورداکل،[۱۱] چنگیز تنجر[۱۲] محمد فواد[۱۳] اور گونے اکارسو[۱۴] جیسے مصنفوں نے جو پہلے ہی مصنف کی حیثیت سے شہرت حاصل کر چکے تھے خود اپنے کتاب گھر قائم کیے۔

اس زمانہ میں ایک مفید کام یہ ہوا کہ ترکی کے صوبوں یا ولایتوں سے متعلق جن کی تعداد ۶۷ ہے سالنامے (YEAR BOOK) شائع ہونے لگے۔ اس کام کی تحریک وزارتِ داخلہ کی طرف سے کی گئی تھی۔

اس دَور میں کتابی دنیا میں استنبول کی مرکزیت ختم ہوگئی۔ انقرہ، قونیہ اور اناطولیہ کے دوسرے شہروں میں بھی کتابوں کی طباعت و اشاعت کا کام شروع ہوگیا۔ خاص طور پر انقرہ میں بلگی یاین ایوی (BILGI YAYINEVI) دوست یاین ایوی (DOST - YAYIN EVI) اور دوغان یاین ایوی (DOGON YAYIN EVI) نے اشاعت کتب کے کاروبار میں بڑی وسعت پیدا کی۔ کتابوں کے کاروبار میں وسعت کے ساتھ کتابوں کو تقسیم کرنے والے ادارے بھی وجود میں آئے جن کی وجہ سے کتابوں کو بازار میں لانے کے کام میں ناشروں کو بڑی مدد ملی۔ مختصر یہ کہ اس دَور میں ترکی میں کتابوں کے کاروبار نے ایک چھوٹی صنعت کی حیثیت حاصل کر لی۔

موجودہ دَور (۱۹۷۱ تا ۱۹۷۵ء)

۱۲ مارچ ۱۹۷۱ کو فوجی جنرلوں نے ایک بار پھر مداخلت کی۔ جمہوری حکومت اس کے بعد بھی قائم رہی لیکن پارٹیوں سے بالا ایک متوازی فوجی اقتدار بھی قائم ہوگیا۔ گیارہ صوبوں میں

---

۱۰ ودات گونیول (GUNYOL) ۱۹۱۲ میں پیدا ہوئے۔ ممتاز نقاد ہیں۔

۱۱ شکران KURDAKUL جدید دَور کے شاعر ہیں۔

۱۲ چنگیز TUNGER موجودہ دَور کے ناول نگار ہیں۔

۱۳ محمد فواد جدید دَور کے نقاد ہیں۔ اور

۱۴ گونے AKARSU تھیٹر کے نقاد ہیں۔

مارشل لا لگا دیا گیا۔ اس دور کا سب سے اہم واقعہ ۱۹۶۱ کے آئین میں تبدیلی سے حکومت کی زد کتابوں کے کاروبار پر بھی پڑی۔ بکثرت کتابیں ضبط کر لی گئیں۔ وقفہ وقفہ سے کتابوں پر پابندی لگتی رہتی تھی اور حکومت ان کو ممنوع قرار دینے کی کوئی وجہ بھی نہیں بتاتی تھی۔ ناشر، کتب فروش اور اہلِ قلم سخت مشکل میں پڑ گئے۔ ادھر ترکی میں کتابوں کے خلاف مہم چل رہی تھی، اُدھر یونسکو کی طرف سے عالمی "سالِ کتاب" منانے کا اعلان کیا گیا۔ یونسکو کی تحریک پر جلد ہی قانون کتب ساری دنیا نے قبول کر لیا۔ اس قانون کی صدائے بازگشت ترکی اخباروں میں بھی سنی جانے لگی اور "سالِ کتاب" کی بدولت ترکی میں بھی یہ نعرہ ہر جگہ گونجنے لگا کہ "کتاب ہر چیز سے بلند ہے"۔ اس موقع پر ترکی میں کتابوں کی چھوٹی چھوٹی نمائشیں بھی ہوئیں اور ترک ایڈیٹروں کی یونین نے اپنی تاریخ میں پہلی مرتبہ فرانکفرٹ (جرمنی) میں ہونے والے کتابوں کے میلہ میں شرکت کی۔

اس وقت ترکی میں کتابوں کی طباعت اور اشاعت پر سے کچھ پابندیاں اُٹھ گئی ہیں۔ ۱۹۷۳ میں جمہوریت کے قیام کے پچاس سالہ جشن کے موقع پر سرکاری اہتمام میں اور نجی ناشروں کی طرف سے بھی ترکی کی زندگی کے ہر پہلو پر بے شمار کتابیں شائع کی گئیں۔

مطبوعات کا قانون

مطبوعات اور تصاویر جمع کرنے سے متعلق ایک قانون ۱۹۳۴ میں نافذ کیا گیا تھا جس کا پچھلے صفحات میں تذکرہ کیا جا چکا ہے۔ اس قانون کے تحت ایک نظامت قائم ہے جس کا دفتر استانبول میں ہے۔ یہ نظامت ہر سال کتابوں، اخباروں اور رسالوں سے متعلق اعداد و شمار شائع کرتی ہے۔ قانون کے تحت ناشر کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ ہر نئی شائع شدہ کتاب کا ایک ایک نسخہ مندرجہ ذیل پانچ کتب خانوں میں جمع کرائے تاکہ ترکی مطبوعات کی ببلیوگرافی تیار ہو سکے۔

۱۔ ملی کتب خانہ، انقرہ

۲۔ عمومی کتب خانہ، انقرہ

۳۔ بایزید دولت کتب خانہ (یعنی اسٹیٹ لائبریری) استانبول

(۴) یونیورسٹی کا مرکزی کتب خانہ، استانبول یونیورسٹی

(۵) - ملّی کتب خانہ، ازمیر

ترکی کتابوں کی ببلیوگرافی کا کام جو پہلے ایک نظامت کے سپرد تھا ۱۹۵۵ سے ملّی کتب خانے کے سپرد کر دیا گیا ہے اور یہ کتب خانہ اس وقت سے برابر ببلیوگرافی شائع کر رہا ہے۔ ترکی کتابوں کے اس قانون کی وجہ سے ۱۹۲۸ کے بعد شائع ہونے والی بیشتر کتابیں محفوظ کرلی گئی ہیں۔ ان کتابوں کا سب سے اچھا مجموعہ ملّی کتب خانہ میں ہے۔ عربی رسم الخط کی کتابیں بھی جمع کی جارہی ہیں۔ ملّی کتب خانہ کے علاوہ باقی چار کتب خانے بھی کتابیں حاصل کر رہے ہیں۔ لیکن جمع شدہ کتابوں کی فہرستیں صرف دو کتب خانوں میں مرتب کی گئی ہیں۔ باقی تین کتب خانوں میں ۱۹۶۴ تک بیشتر کتابیں ڈبوں میں بند تھیں۔

ہر سال شائع ہونے والی کتابوں کی تعداد

وزارتِ تعلیم کے اعداد و شمار کے مطابق ۱۹۲۸ سے ۱۹۶۳ تک ۳۶ سال کی مدت میں کُل اسی ہزار کتابیں شائع ہوئیں، جن کا اوسط دو ہزار دو سو بائیس کتابیں سالانہ بنتا ہے۔ ۱۹۶۳ اور اس کے بعد چند سالوں کے اعداد و شمار حسبِ ذیل ہیں :

سال	تالیف	ترجمہ	کل کتابیں
۱۹۶۳	—	—	۵۴۲۶
۱۹۶۵	۴۵۱۲	۹۳۰	۵۴۴۲
۱۹۶۸	۴۶۴۱	۸۵۱	۵۴۹۲
۱۹۷۱	۵۴۷۸	۱۰۶۴	۶۵۴۲
۱۹۷۲	۵۸۰۹	۱۱۰۴	۶۹۱۳

۱۹۷۲ میں چار ہزار ایک سو بیس کتابیں استانبول سے، دو ہزار دو سو سینتالیس کتابیں انقرہ سے اور پانچ سو چھیالیس کتابیں دوسرے شہروں سے شائع ہوئیں۔ مختلف موضوع کی کتابوں کی تعداد حسبِ ذیل ہے :

عمرانیات	۱۷۷۴	عملی سائنس	۱۳۵۲

ادبیات	۱۱۵۳	نظری علوم	۴۸۳
تاریخ و جغرافیہ	۴۳۸	فنون لطیفہ و سیاحت	۳۴۲
دینیات	۲۹۸	علم اللسان	۱۷۲
فلسفہ و اخلاق	۱۳۵	متفرق موضوعات	۷۶۶

ان کتابوں میں انگریزی میں ۲۶۲، فرانسیسی میں ۴۴، ارمنی میں ۲۷، جرمن میں ۱۹، عربی میں ۶، اور اطالوی، فارسی اور ہسپانوی میں ایک ایک کتاب شائع ہوئی۔ باقی کتابیں ترکی زبان کی ہیں۔

ذیل میں چند دلچسپ اعداد و شمار پیش کیے جا رہے ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ دوسرے ملکوں کے مقابلہ میں ترکی اشاعتِ کتب کے معاملہ میں کس مقام پر ہے۔ ان میں عراق، ایران اور مصر کے علاوہ باقی ملکوں کے اعداد و شمار ۱۹۶۳ء کے ہیں:

نام ملک	مطبوعہ کتابوں کی تعداد	نام ملک	مطبوعہ کتابوں کی تعداد
ترکی	۵۴۲۶	فرانس	۱۲۷۰۵
مصر (۱۹۶۱ء)	۲۷۰۸	اٹلی	۷۶۸۴
ایران "	۵۶۹	اسپین	۹۸۱۹
پاکستان	۶۰۵	مشرقی جرمنی	۶۴۹۳
عراق (۱۹۵۹)	۱۴۳	رومانیا	۶۴۶۵
برطانیہ	۲۲۸۶۳	یوگوسلاویہ	۵۵۳۱
جاپان	۲۴۲۲۴	بلغاریہ	۳۷۱۶
مغربی جرمنی	۲۱۸۷۷	البانیہ	۳۸۲

اگر ہم اس حقیقت کو سامنے رکھیں کہ جاپان کی آبادی ترکی کے مقابلے میں تین گنا اور مغربی جرمنی اور برطانیہ کی آبادی دو گنا ہے تو کتابوں کی اشاعت کی دنیا میں ترکی کا مقام اچھا خاصا بلند نظر آتا ہے۔ کم از کم اسلامی دنیا میں اس میدان میں ترکی سب سے آگے ہے۔

اس کے علاوہ ترکی میں ہر ایڈیشن عموماً پانچ ہزار کی تعداد میں شائع ہوتا ہے۔ بعض

کتابیں غیر معمولی طور پر زیادہ شائع کی جاتی ہیں۔ مثلاً "فوجی بچے کا رسالہ" اور حاجی خلیفہ کی کتاب "میزان الحق" دس دس ہزار کی تعداد میں اور اولیا چلبی کے سیاحت نامہ کا انتخاب چالیس ہزار کی تعداد میں شائع کیا گیا ہے۔

شاعرِ اسلام محمد عاکف کی کتاب "صفحات" کے ۱۹۴۴ سے ۱۹۷۳ تک آٹھ ایڈیشن، نوجوان ادیب محمود مقال کی کتاب "بزم کوئے" (ہمارا گاؤں) کے ۱۹۵۰ سے اب تک نو ایڈیشن، ناول نگار یعقوب قادری کی ناول "یابان" کے ۱۹۳۲ سے اب تک دس ایڈیشن، یاشر کمال کی ناول "اینجے محمد" کے ۱۹۵۵ سے اب تک گیارہ ایڈیشن، ادیب رشاد نوری کی ناول "چالی کوشو" کے ۱۹۲۲ سے اب تک اٹھارہ ایڈیشن اور خالدہ ادیب خانم کی ناول "سینکلی بقال" کے ۱۹۳۶ سے اب تک ۳۲ ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ یاشر کمال کے اینجے محمد کا دنیا کی ۲۳ زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ مزاح نگار عزیز نسین (NESIN) کی کتابیں ۱۹۵۵ء کے بعد شائع ہونا شروع ہوئی ہیں لیکن بیشتر کتابوں کے چار چار، پانچ پانچ ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ حسین رحمی گورپنار (۱۸۶۴ تا ۱۹۴۴ء) کے بعد وہ ترکی کے سب سے کامیاب اور مقبول طنز نگار اور مزاح نگار ہیں۔

دیگر خصوصیات

ترکی میں چونکہ سارا کام ترکی زبان میں انجام دیا جاتا ہے اس لیے ترکی میں ہر موضوع پر کتابیں لکھی گئی ہیں۔ حوالہ کی کتابوں پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ اسلامی انسائیکلوپیڈیا اور ترکیہ انسائیکلوپیڈیا کا ذکر پچھلے صفحات میں کیا جا چکا ہے۔ آخر الذکر کتاب انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا کے طرز پر مرتب کی جا رہی ہے اور اب تک اس کی بیس جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ ان کے علاوہ ایک اور اہم دائرۃ المعارف "میداں لروسہ انسائیکلوپیڈیا" ہے جو بارہ جلدوں پر مشتمل ہے۔ مخصوص موضوعات پر بھی حوالہ کی کتابیں شائع کی گئی ہیں۔ مثلاً پلاسٹک صنعت کی انسائیکلوپیڈیا، خواتین کی انسائیکلوپیڈیا، حقوق اور قانون کی انسائیکلوپیڈیا، فلسفہ کی اور علم اللسان کی انسائیکلوپیڈیا۔ مشہور لوگوں کی انسائیکلوپیڈیا وغیرہ وغیرہ۔ انسائیکلوپیڈیا کی بعض کتابیں قاموس اور لغت کے نام سے شائع کی گئی ہیں مثلاً کتابوں کی

لغت اور ادیبوں کی لغت وغیرہ۔

ادب، مذہب، تاریخ، تاریخِ اسلام، شاعری، صحافت، مطبوعات، معاشیات اصنامیات وغیرہ پر سو سوالوں کے سلسلے بھی خاص چیز ہیں۔ ان میں سوال وجواب کی شکل میں موضوع پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

اسلام اور تاریخِ اسلام پر ۱۹۶۰ کے بعد سے خاص توجہ دی گئی ہے اور اردو اور عربی کی بکثرت کتابوں کا ترکی میں ترجمہ کیا گیا ہے علامہ شبلی، سید سلیمان ندوی اور مولانا مودودی کی کئی کتابوں کا ترکی میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ یہ ترجمے عربی یا انگریزی سے کیے گئے ہیں اسی طرح شیخ حسن البناؒ، سید قطب اور محمد قطب کی کتابوں کے ترجمے بھی ہو گئے ہیں۔ اخبار "ترجمان" کی طرف سے ایک ہزار ایک کتابوں کو شائع کرنے کا منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔ مقصد عثمانی دور کی کتابوں کو نئے رسم الخط اور نئی زبان میں منتقل کرنا ہے۔ یہ اخبار چونکہ مذہبی عناصر کا ترجمان ہے اس لیے منصوبے میں اسلامی رجحان رکھنے والی کتابوں کو ترجیح دی گئی ہے۔

مضمون کی تیاری میں حسبِ ذیل ماخذ سے مدد لی گئی:

ماخذ:

(1) BIBLIOGRAFYA (KITAP HABERLERI BULTENI), TURHAN KITABEVI, ANKARA-1972.

(۲) ELIF KITABEVI, KATALOGA NO. 9, 1973, ISTANBUL

(۳) MUTLU RAUF AY: EDIBIYATIMIZDA ISIMLER SÖZLÜGÜ, ISTANBUL 72.

(۴) CULTURA TURCICA, Vol I, No. 2, 1964, ANKARA - ترکی مطبوعات پر سدنان اوتوکین کا مضمون۔

(۵) BERNARD LEWIS, EMERGENCE OF MODERN TURKEY.

(۶) ISLAMIC REVIEW, LONDON, AUG 1949 - استنبول کی اسلامی مطبوعات محمد کیسدیز کا مضمون۔